OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

توضیح القرآن اور امداد الکرم کے تفسیری محاسن کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Exegetical Merits of *Tafsīr Tauzīh ul Quran* and *Tafsīr Imdūd ul Karam*

Dr. Qmamar Aziz
Assistant Professor Islamic Studies Qurtuba University of science and Information technology Dikhan
Qamaraziz.mi@gmail.com
Dr. Muhammad Waris
Qurtuba University Dikhan
Bhorvi313@gmail.com
Muhammad Rafique
Doctoral candidate Department of Arabic and Islamic studies University of Mianwali
Hrafique6979@gmail.com

Abstract

Holy Quran is the great scripture of Islam, whose commentaries are being written all over the world and every day best of narratives are seen by the reader from its verse and meaning. This is the reason why the need for its interpretation has not decreased in every age, but it is being worked on frequently. In this article, the methods and styles of merits have been explained. There is a Tafsir of Maulana Taqi Usmaani and the second mentioned Tafsir written by Maulana Pirzada Imdad Hussain which is a long and thick volume.

Keyword: Scripture of Islam, Tauzih ul Quran, Imdadulkaram, exegetical merits

تمہید

CC BY

قرآن کریم اسلام کا عظیم صحیفہ ہے جس کی ہر دور میں تفاسیر لکھی جارہی ہیں اور آئے روز اس کے نظم و معنی سے عجیب لطائف قاری کو نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ میں اس کی تفسیر کی ضرورت کم نہیں ہوئی بلکہ تواتر کے ساتھ اس پر کام ہورہاہے۔اس آرٹیکل میں دو تفاسیر کے منہج واسلوب اور ان کے تفسیری محاسن کو بیان کیا گیاہے۔اول الذکر تفسیر مفتی تقی عثمانی کی ہے جو اصل میں سلیس ترجمہ ہے لیکن اس کے حاشیہ میں توضیحات ذکر کی گئی ہیں جو قرآن کریم کے مشکل معانی کی تفسیر ہے اور ثانی الذکر تفسیر مولانا پیرزادہ امداد حسین کی تفسیر ہے جو طویل اور ضخیم جلدوں پر محیط ہے۔

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا تعارف

مفتی محمد تقی صاحب کا شمار عالم اسلام کے جید علماء میں سے ہوتا ہے، آپ وفاقی شرعی عدالت میں شرعیہ بینچ کے جج رہے، اور اسلامی بینکوں کے نائب مہتمم کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے، اور البلاغ مجلہ کے مدیر بھی رہے، اس کے علاوہ آپ دارالعلوم کراچی کے نائب صدر رہے، آپ جدہ اکیڈمی کے بھی مدیر رہے۔[1]

پیدائش:

مفتی صاحب سہارنپور کے ضلع اترپردیش میں 27اکتوبر1943ء کو پیدا ہوئے۔[2]

مولانا تقی عثمانی صاحب تحریک پاکستان کی تحریکوں میں ایک اہم کارکن کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے، موصوف مولانا محمد شفیع صاحب کے بیٹے ہیں، اور مفتی اعظم مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب کے بھائی ہیں، آپ کی پیدائش اترپردیش کے ضلع سہارنپور میں دیوبند نامی قصبہ میں ہوئی، اور آپ 27اکتوبر1943ء کو پیدا ہوئے۔[3]

تعلیم وتربیت:

موصوف نے پرائمری تعلیم جیکب لائن کراچی کی جامع مسجد میں حاصل کی، جو اس وقت مولانا احتشام الحق صاحب کی ایک عظیم درسگاہ شمار ہوتی تھی، جس کا نام جامعہ اشرفیہ تھا پھر آپ نے اپنے والد محترم سے کچھ کتب پڑھیں، اور مزید تعلیم آپ نے دارالعلوم کراچی سے حاصل کی اور پھر اسی مدرسہ سے 1961 میں تخصص فی الفقہ بھی کیا اور مفتی کی مسند پر براجمان ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے جامعہ کراچی سے وکالت کا امتحان پاس کیا اور ساتھ ہی آپ نے جید علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور مشائخ سے علم حدیث پڑھا جن میں خود آپ کے والد گرامی قدر مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب بھی شامل تھے۔[4]

اساتذہ

مفتی صاحب کے اساتذہ میں آپ کے محترم مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا محمد احتشام الحق تھانوی، حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی، مولانا محمد زکریا کاندھلوی، اور مولانا عبدالحیی لکھنوی شامل ہیں۔

پیرزادہ امداد حسین صاحب کا تعارف

مفسر امداد الکرم مولانا محمد امداد حسین جید عالم دین ہیں جو اس وقت بھی برطانیہ میں خدمت دین متین کے حوالے سے سرگرم ہیں اور ہزاروں لاکھوں تشنگان علم کا مداوا کررہے ہیں۔

پیدائش

مولانا امداد حسین کی ولادت 2اپریل1946ء کو ضلع جھنگ کے گاوں بلوانہ شریف میں ہوئی۔[5]

ان کے والد کا نام حافظ گل محمد قادری صاحب ہے والد صاحب کے پیر حضرت سردار علی شاہ دہڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو جب مبارک بھیجی گئی تو انھوں نے امداد محمد نام تجویز کیا

والد صاحب ایک نیک انسان اور صوفی بزرگ تھے اور ایک ایسے اللہ تعالی کے ولی تھے جن کو بچپن ہیں میں نیک کاموں کا جذبہ تھا جن کو ولایت میں اللہ تعالی نے وہ بلند مرتبہ عطاء فرمایا تھا کہ خود ان کے شیخ نے ان کی وفات پر فرمایا:

افسوس اس جوان کی زندگی بہت کم تھی اگر کچھ عرصہ اور یہ زندہ رہتا تو دھرتی پر ہر طرف میرے شیخ کے ہی مرید ہوتے۔

والد صاحب کی ولایت کے اسرار کی عجیب کیفیت تھی اور ہر طرف ان کی ولایت کا چرچا تھا والدہ محترمہ بھی ایک نیک اور پاکدامن، صالح خاتون تھیں اور ہر وقت کلمہ کا ورد کرتی رہتی تھیں اور گھر میں اللہ اللہ کی صدائیں بلند رہتی تھیں تو انہی ایام میں مفسر کی ولادت ہوئی گھر والوں نے آپ کا نام محمد امداد حسین رکھا۔[6]

تعلیم و تربیت:

مفسر صاحب نے جب سے ہوش سنبھالا اور جب آپ اپنی عمر کے آٹھویں سال میں پہنچے تو والد صاحب کی شفقتوں کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا اور 1954ء میں انتقال ہو گیا والد گرامی کے بعد بڑے بھائی محمد کرم حسین نے تعلیم و تربیت کی ذمہ داری سنبھالی بڑا بھائی ہونے کے ناطے انھوں نے آپ کی تعلیم و تربیت کو احسن انداز میں سرانجام دیا انھوں نے آپ کی پرورش اور تربیت شہزادوں کی طرح کی اور آپ کی پرورش میں کوئی کمی نہ آنے دی اور آپ کی ہر تعلیمی ضرورت کو پورا کیا بچپن ہی سے قلب و ذہن میں دینی خدمات کے جذبے کو ابھارا اور ذہن میں یہ بات رکھ لی کہ تم ایک عام انسان نہیں ہو، بڑے بھائی کی تربیت نے ان کے اندر خودداری، محنت و لگن اور دین سے محبت کی صفات پیدا کر دیں۔ آپ نے پرائمری تعلیم اپنے آبائی سے گاؤں سے حاصل کی اور پھر مڈل کی تعلیم چک نمبر 175 سے حاصل کی۔

گورنمنٹ ہائی سکول جھنگ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا، آپ ایک محنتی اور ذہین طالب علم تھے آپ ہمیشہ محنت سے اپنا کام کرتے تھے اور کلاس کے تمام طلباء سے آگے آگے ہوتے تھے میٹرک کی تعلیم کے بعد کچھ عرصہ میں جامع محمدی شریف میں مولانا ذاکر صاحب کے پاس زیر تعلیم رہے اور پھر وہاں سے دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف (ضلع سرگودھا) میں داخلہ لے لیا۔

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف سے ادیب عربی، عالم عربی، فاضل عربی ایف اے اور بی اے کے امتحانات اعلی درجات میں پاس کیے 1966ء میں عالم عربی کے امتحان میں پورے پنجاب میں اول پوزیشن حاصل کی اور 1970ء میں بھیرہ شریف سے جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری کے دست اقدس سے سند فراغت حاصل کی۔

1971ء میں موصوف نے ایم اے عربی، ایم او ایل اور 1972ء میں ایم اے اسلامیات کے امتحانات پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیے، پنجاب یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران جامع مسجد نوری جو بالمقابل ریلوے سٹیشن لاہور میں ہے اس میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔[7]

آپ کی تربیت کے حوالے سے دیکھا جائے تو تین افراد ایسے ہیں جنھوں نے مفسر کی تربیت میں اہم کردار ادا کیا سب سے پہلے ان کے والد صاحب ہیں، بچپن ہی میں انھوں نے آپ کی تربیت کی اور سات سال کا عرصہ والد صاحب کے زیر سایہ تربیت میں رہے والد صاحب کے وصال کے بعد دوسرے نمبر پر بڑے بھائی نے تعلیم و تربیت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور اپنے بچوں کی طرح آپ کی تربیت کی اور ہمیشہ اعلی سے اعلی ادارے کا انتخاب کیا، بڑے بھائی کو اپنے اس بھائی پر اس قدر فخر اور ناز تھا کہ 25 دسمبر 1985ء کے ایک خط میں مفسر صاحب کا ذکر کچھ ان الفاظ میں کیا:

"میرے لیے اللہ، رسول، شیخ اور والدین کے بعد پیارے بیٹوں کی جگہ علامہ امداد حسین ہیں۔ آپ بچپن ہی سے خوش نصیب انسان ہیں، آپ نے پڑھائی میں بی اے تک میری نافرمانی نہیں کی جس مدرسہ یا کالج میں دھکیل دیتا بے چوں و چرا حکم مان کر

روانہ ہو جاتا بی اے کے بعد وہ خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو گیا آپ کا بخت اور اقبال اتنا بلند تھا کہ آپ دن بدن ترقی کرتے گئے اب علامہ صاحب کے متعلق میں تو یہ کہتا ہوں کہ نہ وہ میرے بیٹے ہیں اور نہ ہی وہ میرے بھائی بلکہ ایک نہایت کریم النفس اور باطنی حالات میں بہت پاکیزہ شخص ہیں جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے"۔[8]

تیسرے نمبر پر وہ شخص جس نے مفسر صاحب کی تعلیم وتربیت کی ہے وہ آپ کے شیخ جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری ہیں جن کے سامنے مفسر صاحب نے زانوئے تلمذ تہہ کیا ہے انھوں نے نہ صرف دین متین کے علم سے فیض یاب کیا بلکہ دانائی ، تفکر اور تدبر کے ذریعے وہ تربیت کی جو آج ایک مشفق والد اپنے بیٹے کے لیے کرتا ہے۔

والد صاحب، بڑے بھائی اور شیخ طریقت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تعلیم وتربیت کا اثر مفسر کی فطرت میں ایسا جا گزیں ہوا کہ آپ دنیا بھر کے ان علماء ومشائخ میں سے ایک ہیں جو اپنی تحریر وتقریر کا معاوضہ نہیں لیتے اور دن رات کوشش کر کے دین متین کی خدمت اور علم کی روشنی پھیلانے میں مصروف عمل رہتے تھے اور آپ بہت سی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔

تدریسی و تصنیفی خدمات

مفسر امداد الکرم محمد امداد حسین پیرزادہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف ضلع سرگودھا سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد 1974ء میں ہائی ویکب بکس برطانیہ میں پیر محمد کرم شاہ الازہری کے کہنے پر امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دینے کے لیے چلے گئے اور بہت سا عرصہ وہاں گزار کر دین متین کی خدمت میں مصروف رہے۔

1985ء میں ملٹن کینز کے نوآباد شہر میں جامعۃ الکرم سے دینی مدرسہ کا آغاز کیا ایک چھوٹا سا مکان لے کر چند طلبہ سے ابتداء کی ،دن بہ دن مدرسہ میں طلبہ کی تعداد بڑھتی گئی چنانچہ 1995ء میں تیس ایکڑ رقبہ کا ایک کالج ایک ملین پاونڈ میں خریدا جس میں تین سو سے زائد کمرے ، تیس کلاس رومز، مسجد، لائبریری، کینٹین، سپورٹس ہال، اساتذہ کے لیے مکانات، کھیل کے گراونڈ وغیرہ شامل ہیں۔ اس کالج میں درس نظامی کے ساتھ ساتھ سکول کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔[9]

مفسر امداد الکرم جامعہ الکرم کے پرنسپل ہونے کے باوجود دیگر اساتذہ کے ساتھ درس وتدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے ، پیر صاحب کی تدریس کسی ایک سبجیکٹ پڑھانے تک محدود نہیں تھی بلکہ آپ کو قرآن کا علم ہو یا فقہ کا علم یا اصول فقہ ، بلاغت ،منطق ، انگلش، جغرافیہ ہو الغرض بہت سے علوم وفنون میں بہت مہارت حاصل تھی۔

آپ کا ادارہ جامعہ الکرم یورپ میں اسلام کا ایک بہت بڑا مرکز ہے اور اسلام کا ایک اہم ادارہ جانا جاتا ہے جو کہ دین اسلام کی روشنی کو یورپ میں پھیلانے کا سبب ہے ہزاروں لوگ یہاں آتے ہیں اور اپنے مسائل کا شرعی حل پاتے ہیں۔

تفسیر توضیح القرآن (آسان ترجمہ قرآن) کا تعارف

مفتی تقی عثمانی صاحب کا آسان ترجمہ قرآن جو توضیح القرآن کے نام سے موسوم ہے یہ واقعی قرآن کریم کا ایک آسان ترجمہ ہے جس کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مصنف خود فرماتے ہیں کہ لوگوں کی بہت زیادہ فرمائشوں کی وجہ سے میں اس بات پر راضی ہوا کہ واقعی قرآن کریم کا ایک آسان ترجمہ لکھا جائے اگرچہ میرے سامنے یہ بات بھی تھی کہ مارکیٹ میں قرآن کریم کے ہزاروں ترجمے موجود ہیں جس کی وجہ سے کوئی نیا ترجمہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے اور مصنف خود فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی کم علمی کا بھی احساس آڑے آرہا تھا جس کی وجہ سے مجھ میں ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ قرآن کریم کا ترجمہ لکھوں لیکن دوست احباب کے بہت زیادہ اصرار کی وجہ سے اس بار گراں کو اٹھانے کا سوچا اور پھر یہ اصرار اس کثرت سے ہوا کہ میں اس بات پر مجبور ہوا کہ میں قرآن کریم کے ترجموں کو اس غرض سے دیکھوں کہ آیا کسی نئے ترجمے کی ضرورت ہے تو جب میں نے دیگر قرآن کریم کے ترجموں کا مطالعہ کیا تو مجھے بھی اس بات کا احساس ہونے لگا کہ واقعی قرآن کریم کے ایک ایسے ترجمہ کی ضرورت

ہے جو آسان فہم ہو جس میں دلائل کی بجائے ایک آسان سا مفہوم لکھ دیا جائے تو اس صورت حال کے پیش نظر میں نے قرآن کریم کے مختلف ترجموں کو سامنے رکھتے ہوئے ایک آسان سا انداز اختیار کیا جس میں، میں نے کوشش کی کہ قرآن کریم کے لفظ لفظ کا ترجمہ نہ کیا جائے بلکہ قرآن کریم کے تفسیری مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے ایک ایسا ترجمہ عوام کی خدمت میں پیش کیا جائے کہ جس کو پڑھنے کے بعد ایک عام قاری کو تفسیر پڑھنے کی ضرورت نہ رہے تو اس بار گراں کو اٹھاتے ہوئے میں نے قرآن کریم کی مستند تفاسیر کا بھی مطالعہ کیا۔[10]

مصنف اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ میں نے قرآن کریم کے الفاظ کے قریب قریب مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے ایک تفسیری ترجمہ کیا ہے پھر تفاسیر میں بھی نئے نے اس تفسیر کو سامنے رکھا جو سلف کے مطابق مجھے زیادہ راجح معلوم ہوئی تو اس کے مطابق ترجمہ کیا پھر اس ضمن میں جہاں مجھے محسوس ہوا کہ ترجمہ کافی نہیں ہے بلکہ اس میں دشواری آرہی ہے تو وہاں حواشی کا بھی اہتمام کیا جس میں لمبی تفاسیر کی مباحث اور علمی تحقیقات کو نہیں چھیڑا گیا بلکہ مختصر پیرائے میں ایک مفہوم واضح کیا گیا ہے اور وہ مفہوم اس قدر مختصر بھی نہیں ہے کہ قاری کو سمجھنے میں دشواری ہو بلکہ آسان انداز میں ایک تفسیری ترجمہ لکھا ہے اور اس ترجمہ قرآن سے پہلے چونکہ میرا انگریزی زبان میں بھی ترجمہ ہو چکا تھا تو میرے لئے یہ آسانی ہوگئی کہ ایک اردو میں بھی ترجمہ لکھ دیا جائے۔ حضرت مصنف کا یہ آسان ترجمہ قرآن مکتبہ معارف القرآن کراچی کی طرف سے تین جلدوں میں چھپا ہوا ہے[11].

تفسیری مراجع

مفتی تقی عثمانی صاحب نے تفسیر قرآن کے ضمن میں تفسیر قرطبی، خازن، تفسیر ابن کثیر، تفسیر کبیر، روح المعانی، روح البیان، تفسیر مظہری، احکام القرآن للجصاص، البحر المحیط اور دیگر کتب تفاسیر سے استفادہ فرمایا ہے اور حدیث پاک کی امہات الکتب سے استفادہ فرمایا ہے۔

تفسیر امداد الکرم کا تعارف

تفسیر امداد الکرم پانچ جلدوں پر مشتمل ہے ہر جلد کی تالیف کا آغاز اور اختتام ذیل میں پیش کیا جاتا ہے پہلی جلد سورۃ فاتحہ سے لے کر انعام تک ہے یہ چھ سو صفحات پر مشتمل ہے اس کا آغاز یکم راجب چودہ سو 21ھ 30 ستمبر 2000 ہفتہ بعد از نماز مغرب جامعہ الکرم ایٹن ہال انگلستان میں ہوا اور اختتام 13 رمضان المبارک 1426ھ بمطابق 17 اکتوبر 2005 بروز پیر جامعہ الکرم ایٹن ہال برطانیہ میں ہوا یعنی پانچ سال اور سترہ دنوں میں یہ جلد پایہ تکمیل کو پہنچی۔[12]

دوسری جلد سورہ اعراف سے سورہ بنی اسرائیل تک ہے یہ گیارہ سو صفحات پر مشتمل ہے اس کا آغاز 18 اکتوبر 2005 بمطابق 16 رمضان المبارک بروز منگل کو ہوا اور اختتام پانچ مئی 2007 مطابق 18 ربیع الثانی 1441ھ جامعۃ الکرم ایٹن ہال انگلینڈ میں ہوا یعنی ایک سال چھ ماہ اٹھارہ دنوں میں یہ جلد پایہ تکمیل کو پہنچی۔

تیسری جلد سورہ کہف سے سورہ سجدہ تک ہے یہ پندرہ سورتوں پر مشتمل ہے اس کا آغاز چھ مئی 2007 بمطابق 18 ربیع الثانی چودہ سو اٹھائیس بروز اتوار کو ہوا اور اختتام 11 نومبر 2009 بمطابق 23 ذوالقعدہ 1430ھ کو جامعہ الکرم انگلستان میں ہوا یعنی اڑھائی سالوں میں یہ جلد اپنی تکمیل کو پہنچی.

تفسیر امداد الکرم کی چوتھی جلد سورہ احزاب سے سورہ طور تک ہے یہ بیس سورتوں پر مشتمل ہے اس کا آغاز 12 نومبر 2009 24 ذوالقعدہ 1432ھ بروز جمعرات کو ہوا اور اختتام 14 اگست 2010 مطابق 3 رمضان المبارک چودہ سو اکتیس بروز ہفتہ کو ہوا یعنی نو ماہ اور دو دنوں میں اختتام پذیر ہوئی۔

پانچویں جلد سورۃ النجم سے سورۃ الناس تک ہے، اس کا آغاز 15 اگست 2010 بمطابق 4 رمضان المبارک چودہ سو اکتیس بروز اتوار کو ہوا اور اختتام سات مارچ 2011 بمطابق 2 ربیع الثانی 1432 کو مکہ مکرمہ کی پر کیف فضاؤں میں ہوا یعنی چھ ماہ اور 22 دنوں میں پایہ تکمیل کو پہنچی. زمانہ تالیف کا جائزہ لینے سے معلوم ہوا ہے کہ مفسر نے تقریبا دس سالوں میں پورے قرآن کی تفسیر مکمل کی تفسیر کا آغاز جامعۃ الکرم انگلستان میں کیا کچھ تفسیر پاکستان میں بھی لکھیں کیونکہ ان کا آبائی گاؤں منگانی شریف جھنگ پاکستان میں ہے اس لیے سورۃ الانفال اور سورۃ الصف کی تفسیر پاکستان میں لکھی، اس طرح امریکہ گئے تو وہاں سورۃ الشعراء کی تفسیر لکھی سورۃ النمل کی ابتدائی تفسیر دمشق میں لکھی اور تفسیر کا اختتام سورۃ الناس کے ساتھ مقام کرم میں کیا۔

مکمل تفسیر تقریبا ساڑھے دس سالوں میں مکمل ہوئی، اس بات کا اظہار کرتے ہوئے مفسر خود لکھتے ہیں:

اس فقیر نے 30 ستمبر 2000 کو جامعہ الکرم میں تفسیر امداد الکرم لکھنا شروع کی تھی اور اللہ تعالی کے فضل و کرم سے آج 7 مارچ 2011 کو مسجد حرام میں یعنی مکہ مکرمہ میں اس کی تکمیل کر رہا ہے جس میں پورے قرآن مجید کی تفسیر مکمل ہو گئی ہے۔[13]

تفسیر کے مآخذ و مراجع

تفسیر امداد الکرم جو کہ تین ہزار صفحات میں پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اس کے مقدمے میں نہایت اختصار کے ساتھ اور اغراض و مقاصد کو بیان کیا گیا ہے ہر سورت کے فضائل احادیث کی روشنی میں بیان کر دیے گئے ہیں سب سے اہم بات یہ ہے کہ زیادہ وضاحت احادیث کے ذریعے کی گئی ہے.

یعنی اس تفسیر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تفسیر بالماثور کا انداز اپنایا گیا ہے آج اس کے ساتھ ساتھ دوسری تفاسیر سے بھی استفادہ کیا گیا ہے احادیث اور تفاسیر کے علاوہ دیگر عربی اردو اور انگریزی کتب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے چند اہم ماخذ اور مراکز کے نام درج ذیل ہیں۔

تفاسیر قرآن

1 ضیاء القرآن پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

2 الدر المنثور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ 3 الجامع الاحکام القرآن تفسیر قرطبی محمد بن احمد الانصاری القرطبی 4 تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ

5 فی ظلال القرآن سید قطب شہید 6 جامع البیان تفسیر طبری ابی جعفر محمد بن جریر الطبری نمبر 7 تفسیر روح البیان اسماعیل حقی نمبر 8 صفوت التفاسیر محمد علی الصابونی

9 البیضاوی امام ناصر الدین البیضاوی 10 تفسیر فتح العزیز تفسیر عزیزی میں شاہ عبد العزیز دہلوی 11 تفسیر ابن کثیر حافظ اسماعیل بن کثیر 12 تفسیر مظہری محمد ثناء اللہ پانی پتی 13 تفسیر نعیم مفتی احمد یار خان نعیمی نمبر 14 تفسیر روح المعانی امام شہاب الدین بن سید محمد البغدادی 15 تفسیر الحسنات علامہ ابو الحسنات القادری 17 البحر المحیط احمد بن یوسف الازہری 18 خزائن العرفان سید محمد نعیم الدین مراد آبادی 19 احکام القران احمد بن علی الجمی 20 ظہرہ تفاسیر محمد ابو زہرہ 21 تفسیر المنار محمد رشید رضا 22 تفسیر الکشاف محمد بن عمر الزمخشری 23 فتح القدیر محمد بن علی شوکانی

24 تفسیر الجیلانی محی الدین عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی 25 تفسیر القرآن العظیم حافظ ابن ابی حاتم میں 26 تفسیر منیر دکتور رہبہ زحیلی 27 زاد المسیر عبد الرحمن الجوزی 28 تفسیر ماجدی عبد الماجد دریا آبادی 29 تفسیر احکام القرآن ابو بکر بن العربی نمبر 30 تفسیر معارف القرآن از مفتی محمد شفیع صاحب

31 تفہیم القرآن از سید ابو الاعلی مودودی

32 تفسیر عثمانی شبیر احمد عثمانی 33 تفسیر بغوی الحسین بن مسعود البغوی 34 تفسیر تبیان القرآن علامہ غلام رسول سعیدی 35 تفسیر ابی السعود قاضی محمد بن محمد 36 تفسیر حقانی علامہ عبد الحق حقانی نمبر 37 تفسیر المراغی فی الغیب اور بھی ہیں جن سے مفسر نے استفادہ کیا ہے۔[14]

مذکورہ دونوں تفاسیر کا منہج واسلوب اور ان کا تفسیری حسن

ذیل میں دونوں تفاسیر کا منہج واسلوب اور ان کے تفسیری محاسن کو بیان کیا جارہا ہے جس کے لیے اول الذکر تفسیر توضیح القرآن ہے اور ثانی الذکر تفسیر امداد الکرم ہے اور اسی ترتیب سے فصول کا احاطہ کیا گیا ہے۔

تفسیر توضیح القرآن میں مصنف کا منہج تفسیر

تفسیر توضیح القرآن (آسان ترجمہ قرآن) کا آغاز کرنے سے پہلے مولانا تقی عثمانی صاحب نے قرآن اور جمع قرآن کے بارے میں ایک مفصل مقالہ کی صورت میں معلومات فراہم کی ہیں جو اختصار کے باوجود اپنی مثال آپ ہے۔ اور پھر مقدمہ میں تفسیر کا سبب، اسلوب اور انداز بیان کئے گئے ہیں، ترجمہ کے ساتھ ساتھ جہاں وضاحت مطلوب ہے وہاں ترجمہ میں حاشیہ کا نمبر دے کر اس کے نیچے تفصیل لکھ دی گئی ہے، علم تفسیر کا میدان بہت وسیع ہے لیکن اس تفسیر میں مفسر نے اپنا مقصود دعوت قرآن کے انتہائی آسان ابلاغ کو قرار دیا ہے آج کے نوجوان اور مسلمانوں کی ذہنی اور علمی سطح کو بھانپتے ہوئے آسان اسلوب اختیار کیا ہے مسلسل کوشش کی ہے کہ اصطلاحات سے امکانی حد تک گریز کیا جائے اور کوئی ایسی ترکیب اور محاورات استعمال نہ کیا جائے جو ایک عام قاری کے لیے پیچیدگی کا سبب بنے۔

مصنف لکھتے ہیں:

"لوگوں کی بہت زیادہ فرمائشوں کی وجہ سے میں اس بات پر راضی ہوا کہ واقعی قرآن کریم کا ایک آسان ترجمہ لکھا جائے اگرچہ میرے سامنے یہ بات بھی تھی کہ مارکیٹ میں قرآن کریم کے ہزاروں ترجمے موجود ہیں جس کی وجہ سے کوئی نیا ترجمہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے اور مصنف خود فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی کم علمی کا بھی احساس آڑے آرہا تھا جس کی وجہ سے مجھ میں ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ قرآن کریم کا ترجمہ لکھوں لیکن دوست احباب کے بہت زیادہ اصرار کی وجہ سے اس بار گراں کو اٹھانے کا سوچا اور پھر یہ اصرار اس کثرت سے ہوا کہ میں اس بات پر مجبور ہوا کہ میں قرآن کریم کے ترجموں کو اس غرض سے دیکھوں کہ آیا کسی نئے ترجمے کی ضرورت ہے تو جب میں نے دیگر قرآن کریم کے ترجموں کا مطالعہ کیا تو مجھے بھی اس بات کا احساس ہونے لگا کہ واقعی قرآن کریم کے ایک ایسے ترجمہ کی ضرورت ہے جو آسان فہم ہو جس میں دلائل کی بجائے ایک آسان سا مفہوم لکھ دیا جائے تو اس صورت حال کے پیش نظر میں نے قرآن کریم کے مختلف ترجموں کو سامنے رکھتے ہوئے ایک آسان سا انداز اختیار کیا جس میں، میں نے کوشش کی کہ قرآن کریم کے لفظ لفظ کا ترجمہ نہ کیا جائے بلکہ قرآن کریم کے تفسیری مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے ایک ایسا ترجمہ عوام کی خدمت میں پیش کیا جائے کہ جس کو پڑھنے کے بعد ایک عام قاری کو تفسیر پڑھنے کی ضرورت نہ رہے تو اس بار گراں کو اٹھاتے ہوئے میں نے قرآن کریم کی مستند تفاسیر کا بھی مطالعہ کیا"۔[15]

مصنف اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ:

"میں نے قرآن کریم کے الفاظ کے قریب قریب مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے ایک تفسیری ترجمہ کیا ہے پھر تفسیر میں بھی اس تفسیر کو سامنے رکھا جو سلف کے مطابق مجھے زیادہ راجح معلوم ہوئی تو اس کے مطابق ترجمہ کیا پھر اس ضمن میں جہاں مجھے محسوس ہوا کہ ترجمہ کافی نہیں ہے بلکہ اس میں دشواری آرہی ہے تو وہاں حواشی کا بھی اہتمام کیا جس میں لمبی تفاسیر کی مباحث اور علمی تحقیقات کو نہیں چھیڑا گیا بلکہ مختصر پیرائے میں ایک مفہوم واضح کیا گیا ہے اور وہ مفہوم اس قدر مختصر بھی نہیں ہے کہ قاری کو

سمجھنے میں دشواری ہو بلکہ آسان انداز میں ایک تفسیری ترجمہ لکھا ہے اور اس ترجمہ قرآن سے پہلے چونکہ میرا انگریزی زبان میں بھی ترجمہ ہو چکا تھا تو میرے لئے یہ آسانی ہو گئی کہ ایک اردو میں بھی ترجمہ لکھ دیا جائے"۔[16]

تفسیر امداد الکرم میں مصنف کا منہج تفسیر

بعینہ توضیح القرآن کی طرح تفسیر امداد الکرم کا آغاز کرنے سے پہلے بھی قرآن اور جمع قرآن کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی ہیں اور پھر مقدمہ کے اندراج تفسیر کا سبب اسلوب اور انداز بیان کئے گئے ہیں ترجمہ کے ساتھ ساتھ جہاں وضاحت مطلوب ہے وہاں ترجمہ میں حاشیہ کا نمبر دے کر اس کے نیچے تفصیل لکھ دی گئی ہے علم تفسیر کا میدان بہت وسیع ہے لیکن اس تفسیر میں مفسر نے اپنا مقصود دعوت قرآن کے انتہائی آسان ابلاغ کو قرار دیا ہے آج کے نوجوان اور مسلمانوں کی ذہنی اور علمی سطح کو بھانپتے ہوئے آسان اسلوب اختیار کیا ہے مسلسل کوشش کی ہے کہ اصطلاحات سے امکانی حد تک گریز کیا جائے اور کوئی ایسی ترکیب اور محاورات استعمال نہ کیا جائے جو ایک عام قاری کے لیے پیچیدگی کا سبب بنے۔

اپنے تفسیری اسلوب کے متعلق مصنف لکھتے ہیں:

ایک عام آدمی میں اتنی صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ صرفی نحوی اور لغوی مسائل کو سمجھ سکے اس لیے ایک ایسی تفسیر کی ضرورت تھی جس نے قرآن حکیم کا مفہوم بالکل سادہ اور آسان لفظوں میں بیان کیا جائے اور علمی مباحث اہل علم کے لیے چھوڑ دی جائیں تاکہ وہ نو مسلم جو اسلامی تعلیمات سے ناآشنا ہیں یا وہ نوجوان جو عربی زبان بالکل نہیں جانتا اس کا قرآن کے ساتھ ابتدائی رابطہ قائم ہو جائے اور اہل علم کی تفاسیر کو سمجھنے کے قابل ہو سکے لہٰذا اس تفصیل سے اہل علم حضرات کی تسکین مقصود نہیں اور نہ ہی فقیر کے پاس اتنا علم ہے کہ اہل علم حضرات کی معلومات میں اضافہ کر سکے کیونکہ مفسرین کی تاریخ میں یہ فقیر وہ نووارد ہے جو سب سے زیادہ کم علم ہے اس لیے میرے مخاطبین بالخصوص وہ مسلمان ہیں جو قرآن کی بالکل بالکل ابتدائی سمجھ حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کی خاطر بات کو آسان کرنے کے لئے میں نے بعض مقامات پر ترجمہ کی بجائے ترجمانی کا راستہ بھی اختیار کیا ہے تفسیر امداد الکرم جدید قدیم دونوں دھاروں سے آشنا ہیں وہ یورپ کے ماحول اور معاشرے سے واقف ہیں اور جدید ذہن میں اٹھنے والے سوالوں کا المیہ عربی میں پیش کرتے ہیں اور عقلی استدلال سے ان کی تشہیر بھی کرتے ہیں اور تفسیر کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

" قرآن کریم ایک عالمگیر ہمہ جہت اور دینی پیغام ہدایت ہے جو کسی وقت اور جگہ کا پابند نہیں لیکن مفسرین نے اپنے علاقہ کی زبان و رواج علوم اور مخصوص ذہنیت کا لحاظ رکھتے ہوئے تفاسیر لکھی ہیں اور حکمت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ قارئین کی ذہنی استعداد کے مطابق ان سے بات کی جائے یورپ آج مادی ترقی کی جس راہ پر گامزن ہے پہلے کبھی نہیں تھا ان کی مادہ پرستی نے مذہب اور روحانیت کو پیچھے چھوڑ دیا ہے اور ہماری آنے والی نسلیں بھی اس معاشرے کے اندر لے رہی ہیں لہٰذا یہاں بھی ایک ایسی تفسیر کی ضرورت تھی جس میں ان مسائل اور دلائل کو زیادہ اہمیت دی جائے تو اس عقل پرست معاشرہ کو متاثر کر سکیں اور اسلام کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوں"۔[17]

تفسیر توضیح القرآن کا تفسیری حسن

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ (35) وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ (36) لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ۔"[18]

"غسلین کا لغوی مفہوم بیان کرتے ہوئے مولانا تقی عثمانی صاحب رقمطراز ہیں:

غسلین "اصل میں تو اس پانی کو کہتے ہیں جو ٹموں کو دھوتے وقت زخموں سے گرتا ہے بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہ جہنمیوں کی کوئی غذا ہوگی جو اس زخموں کے پانی کے مشابہ ہوگی، واللہ سبحانہ اعلم۔[19]

غسلین کے معانی کو بیان کرتے ہوئے مفسر نے انتہائی اختصار کے ساتھ مفہوم کو بیان کیا اور یہ مصنف کی جامعیت کی مثال ہے ورنہ لغات کی امہات الکتب کو کھنگالیں تو نتیجہ یہی نکلتا ہے، جس کی وضاحت کے لیے امام فراء نحوی کی تفسیر فراء، امام راغب کی مفردات القرآن، اور عبد الفواد باقی کی معجم سے یہی مفہوم اخذ ہوتا ہے۔

مزید ارشاد فرمایا:

"فَلَآ اُقۡسِمُ بِمَا تُبۡصِرُوۡنَ، وَمَا لَا تُبۡصِرُوۡنَ، اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ، وَمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَاعِرٍ قَلِيۡلًا مَّا تُؤۡمِنُوۡنَ، وَلَا بِقَوۡلِ كَاهِنٍ قَلِيۡلًا مَّا تَذَكَّرُوۡنَ، تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ، وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَيۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِيۡلِ"۔[20]

"اب میں قسم کھاتا ہوں اس کی بھی جسے تم دیکھتے ہو، اور اس کی بھی جسے تم نہیں دیکھتے کہ یہ (قرآن) ایک معزز پیغام لانے والے کا کلام ہے، اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے۔ (مگر تم ایمان تھوڑا ہی لاتے ہو، اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے۔ (مگر) تم سبق تھوڑا ہی لیتے ہو"۔ یہ کلام دو جہاں کے رب کی طرف سے نازل کیا جارہا ہے۔ اور اگر (بالفرض) یہ پیغمبر کچھ (جھوٹی) باتیں بنا کر ہماری طرف منسوب کر دیتے، تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے، پر ہم ان کی شہ رگ کاٹ دیتے پھر تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو ان کے بچاؤ کے لئے آڑے آسکتا"۔[21]

مذکورہ آیات میں مصنف کا تفسیری حسن:

ہر آیت کی تفسیر میں مفسر متعلقہ تمام توجیہات کو مختصرا بیان کرتے ہیں جیسے اس آیت میں تبصرون کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"اس سے مراد کائنات کی تمام مخلوقات ہیں جن میں سے کچھ انسانوں کو نظر آتی ہیں، اور کچھ نظر نہیں آتیں،

جیسے عالم بالا کی مخلوقات۔ اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ جسے تم دیکھتے ہو' سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور 'جسے نہیں دیکھتے" سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں جو آپ پر وحی لے کر آتے۔ یا ان کافروں کی تردید ہے جو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کو شاعر بھی کہا کرتے تھے۔ فرمایا جارہا ہے کہ اگر کوئی بندہ نبی ہونے کا جھوٹا مدعی ہو اور وہ یہ جھوٹا دعوی کرکے اللہ تعالی کی طرف کوئی جھوٹی خبر منسوب کر دے تو اللہ تعالی اس بندہ کو دنیا و آخرت دونوں میں رسوا کرتا ہے اور اس بندہ عاصی کو سخت عذاب الہی کا سامنا کرنا پڑتا ہے"۔[22]

مذکورہ آیت میں تمام ترمجملات کی عقدہ کشائی کی گئی ہے جو مفسر کے تفسیری حسن کی واضح مثال ہے کہ ان چیزوں کے بیان میں بے جا طوالت نظر نہیں آتی، تاہم عام قاری کو فہم قرآن حاصل ہو جاتا ہے۔

تفسیر امداد الکرم کا تفسیری حسن

مفسر امداد الکرم نے اپنی تفسیر میں بہت سے مناہج و اسلوب کو اختیار کیا ہے ان میں سے چند کا ذکر کر دیے گئے ہیں اس تفسیر میں جتنی بھی ابحاث ہیں وہ عام فہم اور ہر آدمی کی سمجھ میں آنے والی ہیں عام اور اس انداز تحریر کے باوجود فقروں کی ترتیب الفاظ کے چناؤ اور رموز او قاف وغیرہ کا بہت خیال رکھنے کو ملا ہے اسی طرح بہت سے موضوعات کے بیان میں دقیق اور طویل مباحث گریز کیا گیا ہے

تفسیر ضیاء القرآن سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے جس کے مفسر پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور یہ مفسر اعظم کے پیر و مرشد اور استاد بھی ہیں اگرچہ بہت سی ابحاث میں تفسیر ضیاء القرآن کے مفہوم کو پیش کیا گیا ہے لیکن اس بات کا اہتمام کیا

گیا ہے کہ انہیں وہ الفاظ نقل نہ کیے جائیں بلکہ ان کا مفہوم عام اور آسان الفاظ میں پیش کیا جائے اور ساتھ نئی تحقیق کا اضافہ بھی بہت سی مباحث میں دیکھنے کو ملتا ہے۔

مذکورہ دونوں تفاسیر (تفسیر توضیح القرآن، تفسیر امداد الکرم) عالم اسلام کی مستند تفاسیر میں سے شمار ہوتی ہیں، جن کا اسلوب انتہائی دلکش اور عام قاری کے لیے انتہائی آسان اور عام فہم اسلوب کی جامع ہیں۔ ان مذکورہ دونوں تفاسیر کا ترجمہ انتہائی خوبصورت انداز میں لکھا گیا ہے جو دعوت مطالعہ دیتے ہیں کہ ہر خاص و عام قرآن کریم کی فہم و تفہیم میں انہی تفاسیر سے استفادہ کریں۔

[2] عثمانی، محمد تقی، (مفتی)، توضیح القرآن، کراچی: معارف القران، سطن، ج1، ص8

ایضا، ص9[2]

[3] لقمان حکیم، لمحات من حیاۃ القاضی محمد تقی عثمانی، کراچی: مکتبۃ الحکمۃ، 1420ھ، ص6

[4] البلاغ، بیاد فقیہ ملت حضرت محمد شفیع، کراچی: مکتبہ دار العلوم، 1426ھ، ص858

[5] محمد طاہر حسین، قادری، حافظ الکرم، قادریہ آرگنائزیشن، منگانی، جھنگ، 2014ء، ص271

6-2021www.jamiaalkaram.com,retrieved on: 20-0[6]

[7] امداد حسین، پیرزادہ، امداد الفقہ فی العبادات، دار السلام، قاہرہ، مصر 2003ء، ص5

[8] حافظ الکرم: ص280

امداد حسین، پیرزادہ، امداد الکرم، الکرم پبلی کیشنز، ایٹن حال، ناٹنگھم شائر، یوکے، 2013ء، ص29[9]

[10] محمد تقی عثمانی، مفتی، مولانا، توضیح القرآن (آسان ترجمہ قرآن)، معارف القرآن، کراچی، ج1، ص8

[11] ایضا، ص8

[12] امداد الکرم، ج1، ص573

[13] امداد الکرم، ج5، ص568

[14] امداد الکرم کے مصادر و مراجع، ج1، ص610

[15] آسان ترجمہ قرآن، ج1، ص8

[16] ایضا، ج1، ص8

[17] ایضا، ص7

[18] الحاقہ: 35-38

[19] آسان ترجمہ قرآن، ج3، ص1795

[20] الحاقۃ: 38-43

[21] آسان ترجمہ قرآن، ج3، ص1795

[22] آسان ترجمہ قرآن، ج3، ص95